www.KitaboSunnat.com

عزیز زبیدی وار برٹن

قسط (۵)

التفسیر والتعبیر

تفصیل

گو ان سب کا حاصل ایک جیسا ہے تاہم ان میں ایک گونہ تنوع بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ مختصراً اس کا بھی ذکر ہو جائے تو "قلب ونگاہ" پر مہر اور پردے والی بات بھی مزید واضح ہو جائے زیادہ یہ تفصیل حضرت امام ابن القیمؒ (ف ۷۵۱ھ) کی کتاب "شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ والتعلیل" (ص ۹۲ تا ص ۱۰۱) سے ماخوذ ہے اور کچھ مفرداتِ راغبؒ سے۔ ان کے علاوہ اگر کوئی اور کتاب ہوگی تو اس کا حوالہ ضرور دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، ہاں یہ بھی کچھ بطور حاصل اور تلخیص کے ہوگا۔ من وعن ترجمہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہاں اس کی اتنی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن تشریحی اور توضیحی پہلو نمایاں ہوگا

۱۔ ان میں سے بعض کا تعلق براہِ راست دل سے ہے جیسے ختم، طبع، قفل وغیرہ۔

۲۔ بعض وہ ہیں، جو دل تک رسائی کا واسطہ اور ذریعہ ہیں جیسے صمم اور وقر۔

۳۔ کچھ وہ ہیں جو اس سلسلے کے مقدمات کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسے عمی اور غشاوہ۔

۴۔ اور کچھ وہ ہیں جن کا تعلق دل کے ترجمان اور قاصد سے ہے جیسے بکم نطقی۔

ہاں یہ یاد رہے یہ سب حقائق ہیں مجاز اور استعارے نہیں ہیں کیونکہ بات موقع محل کی ہے، جس محل پر جو بات کہی گئی ہے، اس کی وہی حقیقت ہے ——— دراصل یہ نظریہ شیخین (ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ) کا خاص نظریہ ہے، کیونکہ وہ قرآن میں مجاز کے قائل نہیں ہیں۔

ختم اور طبع

ڈھانپ لینا اور یوں بند کر دینا کہ باہر سے کوئی شے اندر داخل نہ ہونے پائے "ختم اور طبع" ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اگر یہ صفت فطرتِ ثانیہ بن جائے تو اسے "طبع" کہتے ہیں۔ گویا کہ بہیمیت اور نفسانی خواہشات اور بعض مصالحِ عاجلہ یوں چھا جاتے ہیں کہ ان کو چاک کر کے حق کا ان کے قلب میں داخل ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اَکِنَّہ: اس سے وہ ترکش اور غلاف مراد ہیں جن کی لپیٹ میں دل آ جاتے ہیں۔ یعنی دل ان اغراض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تہ میں چلا جاتا ہے جس سے علیحدہ ہو کر اس کے لیے حق کو سوچنا اور سمجھنا ممکن نہیں رہتا۔

غطاء

اس سے مراد "سرپوش" ہے جیسے ڈھکنا وغیرہ۔ اس کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ آنکھوں پر کھوپے (یا پٹی کہہ لیجئے) چڑھے ہیں۔ اس لیے وہ قدرت کی نشانیوں اور آثار توحید کے دیکھنے سے قاصر رہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ان کے دلوں کی آنکھوں پر کھوپے چڑھے ہیں کہ اب وہ قرآن میں تدبر، تفکر، فہم اور کسبِ فیض کے قابل نہیں رہے۔ پہلے دل کی آنکھوں پر کھوپہ چڑھتا ہے پھر سر کی آنکھوں پر بھی چھا جاتا ہے۔ دل کے کھوپے کا نام "اکنۃ" کان کے کھوپے کا نام "وقر" اور آنکھ کے کھوپے کا نام "حجاب" ہے۔

غلاف

غلاف کے ایک معنے ہیں کہ ہمارے دل خود علوم و معارف کے خزانے ہیں، ہمیں آپ کے علوم و معارف کی ضرورت نہیں یعنی وہ اپنی عقل و فہم پر مغرور تھے۔ دوسرے کی بات خواہ وہ حق ہی ہو سننے کو اپنی کسرِ شان تصور کرتے تھے۔

دوسرے یہ کہ ہمارے دل غلافوں میں بند ہیں۔ اب "اکنۃ" اور "غلاف" ہم معنے ہوں گے۔ بہرحال کوئی صورت ہو دونوں کا حاصل یہ ہے کہ وہ قرآن میں غور و تدبر کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

کفار کا کہنا یہ تھا کہ ہماری ہدایت خدا کو ہی منظور نہیں، ہمارا اس میں کیا قصور ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ غلاف کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ غلاف خود ان کے کفر و جحود کا نتیجہ ہے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ

حجاب

حجاب سے مراد "حائل اور مانع" ہے وہ مادی ہو یا معنوی۔ یہاں اس سے مراد وہ کیفیت ہے جو کفار کے دلوں اور فہم قرآن کے درمیان حائل اور مانع رہتی ہے

حجاب رویتِ حق سے مانع ہے۔ اکنۃ فہم قرآن میں حائل اور وقر سماعِ حق سے مانع کیفیت کا نام ہے

وقر

وقر کان کے ثقل، بھاری پن اور بہرے پن کو کہتے ہیں جس طرح "وسق" اونٹ کے بوجھ کو کہتے ہیں۔ اسی طرح "وقر" گدھے کے بوجھ کا نام بھی ہے۔

کان کا یہ "وقر" انسان کو حق سننے کا اہل نہیں رہنے دیتا۔ قرآن حکیم نے آوازِ حق سے ان کے بدکنے کو كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ گویا وہ گدھے ہیں جو بدکتے ہیں ——— سے تعبیر کیا ہے۔

یہ ثقل اور بوجھ جھوٹے وقار، سیاسی مصلحت اور منفعت عاجلہ کے شغف کا عموماً نتیجہ ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غشاوہ

اس سے مراد وہ 'وپا' اور پردہ ہے جو صرف آنکھوں پر پڑ جاتا ہے۔ یہ پردہ دل کے کھوپے اور پردے کا مظہر، نتیجہ اور عکس ہوتا ہے پہلے دل پر اس کی سلطانی ہوتی ہے پھر اس کی وساطت سے آنکھ اسی رنگ میں رنگی جاتی ہے، کوتاہ بینی، کج بینی، کورچشمی سبھی اس کے مختلف انواع اور اسماء ہیں۔

یہ غشاوہ اپنے تحرمت کو پوری جامعیت کے ساتھ ڈھانپ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ دلِ کج کی ہر کج ادا کے نظارہ میں آنکھ محو رہتی ہے لیکن جو حقائق بے پردہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں وہ اسے دکھائی ہی نہیں دیتے۔

رین، ران

ران سے مراد زنگ ہے یعنی گناہوں کا، اگر اسے دھویا نہ جائے تو جس طرح لوہے کو زنگ کھا جاتا ہے اسی طرح گناہوں کا زنگ بالآخر مجلّی اور مصفا دل کو کھا جاتا ہے یعنی گناہیوں محیط ہو جائیں کہ اس کے دل سے احساسِ زیاں بھی جاتا رہے۔

رین، کثرتِ گناہ سے دل سیاہ ہو جانے کا نام ہے۔ طبع اس پر ٹھپہ لگانے کو کہتے ہیں جو رین سے سخت ترین ہے اور اقفال، طبع سے بھی سخت ہے کہ اس سے دل مقفل ہو جاتے ہیں یعنی سیل ہو جاتے ہیں

غین

غین بھی رین ہی ہے لیکن اس کا زنگ اس سے لطیف ہوتا ہے۔ یہ زنگ عموماً دینوں کے گناہوں اور دین پسند خوش فہموں کی خود فریبیوں کا حاصل ہوتا ہے یا صلحاء پر ایک انقباضی سی کیفیت ہے جو محض بشری اور ملکوتی ملکات کے درمیان کراسنگ کا نتیجہ ہوتی ہے مگر استغفار اور پیہم اعمالِ صالحہ کی بنا پر مسلوب رہتی ہے جیساکہ حدیث میں آتا ہے۔

وانہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ (مشکوٰۃ)

الغرض

رین ایک سیاہ کاری اور سیاہ فہمی ہے جس سے دل کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ حیوانی دل تو سلامت رہتا ہے لیکن وہ دل مرجاتا ہے جس کے قریب رب کا بسیرا ممکن ہوتا ہے (نحن اقرب الیہ من حبل الورید)

الغل

اس کی جمع اغلال ہے۔ اس کے اصل معنے کسی چیز کو اوپر اوڑھنے یا اس کے درمیان میں چلے جانے کے ہیں جو پانی درختوں کے درمیان میں بہ رہا ہے اسے بھی غلل کہتے ہیں اور اس طوق کو بھی غل کہتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جس سے کسی عضو کو کس کر اور جکڑ کر اس کے وسط میں باندھ دیا جاتا ہے۔
وہ دلچسپیاں، مصلحتیں، اغراض اور رسومات ہیں جن میں ڈوب کر انسان راہِ حق کی طرف پلٹنے اور رجوع کرنے کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی نے اس کو جکڑ کر باندھ دیا قید کر دیا ہو بس دل کی اس مانع عن الایمان کیفیت یا محرومی کا نام قفل ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ:
حق کی بات، ذکرِ خیر، اعمالِ صالحہ، ایمان، کتاب اور سنت کے نام سے اس بیمار کا دل منقبض (بھنچنے) ہونے لگتا ہے جیسے منوں بھار اس کے دل پر کسی نے رکھ دیا ہو یا جیسے اس کا گلا کسی نے دبا دیا ہو۔ بہر حال ختم (مہر) جیسی کیفیت ہے جو ختم سے چار درجے آگے ہے۔

سدّ

دیوار، آڑ اور رخنہ بند کرنے کو سد کہتے ہیں۔ یہاں وہ خدا فراموش شغف، کوتاہ بینی اور کم فہمی مراد ہے جس کی وجہ سے انسان نہ ماضی کے عبرت آموز واقعات سے کوئی درس لیتا ہے اور نہ حالیہ طرزِ زندگی کے عواقب اور انجام پر غور کرنے کی توفیق پاتا ہے۔ اس لیے اس کو کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ سورۂ یٰسین میں اس کو یوں بیان فرمایا ہے

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

اور ہم نے ایک دیوار (تو) ان کے آگے بنائی اور ایک دیوار ان کے پیچھے اور اوپر سے دیا ان کو ڈھانک، (تو اب) یہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔

قفل

تالے کو کہتے ہیں۔ دل گویا دروازہ ہے۔ حق کے لیے اس کے انشراح اور تدبر کے فقدان کو قفل (تالے) سے تعبیر کیا گیا ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (پ ۲۶۔ محمد۔ ع ۳)

یعنی کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے (لگے) ہیں۔
اس آیت میں اسی کیفیت کا ذکر ہے۔ دروازہ کا بند ہونا بجائے خود بہت بڑا فتنہ ہے جب اس کے ساتھ اس کو مقفل بھی کر دیا جائے تو اس کے کھلنے کی امید باقی کیا رہ جائے گی۔ ہاں اس کی چابی خود انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اپنی ناکردنیوں کے ہاتھوں اس نے وہ چابی بھی کھو دی ہے جس سے اسے کھولا جا سکتا تھا۔
صمم: حاسۂ سامعت کے ضائع ہو جانے کا نام صمم ہے۔ یہاں مراد ایسا شخص ہے جسے آوازۂ حق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنائی دے ... ... ئے حق سے یوں وحشت

ہوتی ہے جیسے اس سے اس ...

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْ اٰذَانِهِمْ

موت کے ڈر سے مارے کڑک کے انگلیاں اپنے ...

اس آیت میں ان کی اسی "وحشت" اور حق سے ان کی اسی اجنبیت کا ذکر ہے ———

یہ ہو وہاں قبولِ حق کی استعداد ختم ہو جاتی ہے۔

بکم

پیدائشی گونگے کو بکم کہتے ہیں، اخرس عام ہے۔ پیدائشی ہو یا بعد میں کسی حادثے کا نتیجہ ہو سب کو اخرس کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں بکم القلب اور بکم اللسان۔ دل کا گونگا اور زبان کا گونگا۔ دل کا گونگا (بکم) زبان کے گونگے سے سخت ہے۔ دل کے گونگے ہونے کے معنے ہیں کہ کلمۂ حق کے قبول کرنے کی استعداد ہی نہ رہے۔

عمی

اندھے پن کو عمی کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ آنکھوں کا اندھا اور دل کا اندھا۔ یہاں یہی دل کے اندھے مراد ہیں کہ ان میں بصیرت کا فقدان ہے۔ اس لیے آنکھیں جو دیکھتی ہیں وہ اسے سمجھتی ہی نہیں۔

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (حج رکوع ۵)

(سر کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ سینہ کا یہی دل ہی اندھا ہو گیا ہے۔

اس آیت میں اسی حقیقت کا ذکر ہے، یہ دل کی بینائی، سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہے۔ سیاہ اغراض اور سیاہ اعمال، بہرحال دل کی دنیا کے لیے حد درجہ مہلک ہیں۔

کان، آنکھ اور دل، علم و آگہی کے اصل ذرائع ہیں۔ کوئی شخص اگر ان کو اپنی بدعملی کے ذریعے خود ہی پھوڑ دے تو وہ جانے، کوئی کیا کرے؟ خدا نے ان کی اس بدنصیبی کا یوں ذکر کیا ہے۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا (الاعراف - ع ۲۲)

ان کے پاس دل (تو) ہیں پر غور و فکر کے لیے نہیں، آنکھیں (تو) ہیں پر حقیقت بینی کے لیے نہیں، کان (تو) ہیں پر شنیدِ حق کے لیے نہیں۔

صد: رکنے اور روکنے کو کہتے ہیں۔ یہ بدنصیبی کی انتہا ہے کہ خود بھی خیر کے قریب نہ جائے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو بھی قریب نہ آنے دے، خدا نے اسے "مزاحمۃ" کی ایک صفت قرار دیا ہے:

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ (مومن: ع ۴)

یوں عموماً مشنری ٹائپ کے لوگ ہوتے ہیں جو حق کی راہ مارنے کو کارِ خیر یا سیاسی حکمت عملی تصور کرتے ہیں۔

صرف

اس کے معنے ہیں "پھیر دینا" عموماً بطور نتیجہ کے قرآن میں اس کا ذکر ہے یعنی راہِ حق سے ان کے انحراف اور انصراف پر اصرار کا نتیجہ یہ نکلا کہ:

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے رخ بھی ادھر کو ہی موڑ دیئے جدھر ان کے اغراضِ سیئہ کا رخ تھا یعنی اب ان کے دل میں احساس زیاں کی خلش بھی جاتی رہتی ہے:

وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے ایک طرف ایک دیکھنے لگتا ہے پھر (یہ کہہ کر کہ) کہیں تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں (اٹھ کر) چل دیتے ہیں (یہ لوگ پیغمبر کی مجلس سے کیا پھرے) اللہ نے ان کے دلوں کو (دین حق سے) پھیر دیا۔ اس لیے کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کو مطلق سمجھ نہیں ہے۔

امام ابن القیم فرماتے ہیں، صلاحیت اور قابلیت کا انحصار دو امور پر ہے۔ حسن فہم اور حسن قصد یہاں دونوں غائب ہیں۔ سمجھ بالکل غائب اور قصد برا ہی برا۔

سماع خاص سے محرومی کے اسباب بھی قرآن نے خود بیان فرمائے ہیں۔ کبر، تولّی اور اعراض کبر سمجھنے سے مانع ہے، تولّی جذبہ انقیاد اور اطاعت کے لیے مہلک ہے اور اعراض عطاء الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔

صرف یوں تصور کر لیجئے کہ ایک شخص موٹر، گاڑی یا جہاز سٹارٹ تو کرتا ہے مگر راہ پر نہیں، بلکہ اِدھر اُدھر آس پاس کے گڑھوں کی طرف، اس لیے موٹر کا ادھر کو دوڑ پڑنا اس کا "صرف" اور قدرتی نتیجہ ہے کہ یوں تو یوں سہی! الغرض بری سمجھ اور ردی قصد، ضلالت اور شقاوت کا بنیادی نسخہ ہے۔

الشدّ والتقسیہ

الشدّ کے معنے "سخت کر دینے" کے ہیں یعنی اے اللہ! ان کو یوں پتھر بنا دے کہ اس کو جونک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے ہی نہیں۔ بس وہی "صد" جس کا اوپر ذکر ہوا۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (یونس ۔ ع ۹)

الٰہی! ان کے مالوں پر پانی پھیر دے اور ان کے دلوں کو (اور) سخت کر دے۔

یعنی اس مال زیاں کی وجہ سے بھی ان کے دل "موم" نہ ہوں۔ کیونکہ گو یہ بظاہر قبولِ حق کی ایک شکل سے محسوس ہوتی ہے تاہم حقیقت میں اب بھی اس کا محرک مفادِ عاجلہ کے چرکے ہیں۔ رضاءِ الٰہی نہیں۔ اس لیے اب بھی یہ نالہ اپنی جگہ پہ ہے مگر دیکھنے والے اس سے دھوکا کھا سکتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ اس کو سخت کر کے اس پر ٹھپہ ہی لگا دے کہ یہ ظاہری فریب کی شکل بھی پیدا نہ ہونے پائے۔

تقسیہ

تقسیہ سے مراد پتھر جیسی سختی ہے اس کی ایک قراءت "قسیۃ" بھی ہے یعنی اعراضِ سیئہ کی ملاوٹ پر مبنی سختی ہو۔ درھم قسیۃ اس وقت کہتے ہیں جب اس میں کھوٹ ملا ہو گویا کہ یہ "اشداء علی الکفار" کے قبیل سے نہیں ہوتی کیونکہ وہ مبنی بر حق ہوتی ہے۔ وہ صلابت اور سختی استقامت علی الحق کی آئینہ دار ہوتی ہے لیکن تقسیہ کی صلابت ایسی "سنگدلی" کی آئینہ دار ہوتی ہے جو حق سے بے پرواہ رہنے کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے۔

ضلال بعید

گمراہی ایک یہ ہے کہ راہ بھٹک جائے۔ دوسری یہ کہ غلط راہوں میں ہی کھو جائے۔ اگر ابتدائی درجہ کی ہے تو صبح کا بھولا شام کو واپس آ سکتا ہے۔ اگر یہ انتہائی درجہ کی ہے تو واپس پلٹنے کی امید باقی نہیں رہتی۔ انہیں میں کھپ جاتا ہے یا آفتِ ناگہانی کی نذر ہو جاتا ہے۔ ضلال بعید سے مراد یہی دور کی گمراہی ہے کہ انسان کے رجوع الی الحق کے امکانات معدوم ہو جاتے ہیں۔ یہ بیماری عموماً سیاسی کھلنڈروں کو لاحق ہوتی ہے یا دین پسندوں کو۔ بہر حال قرآن میں ان "ضلال" کے لیے عنوان غمازی ہے۔ آپ دیکھ لیجئے کہ علم و فن میں اتنے اونچے چلے جانے کے باوجود حق کی طرف رجوع کرنے یا اس کے سمجھنے کی توفیق سے بالکلیہ محروم ہیں۔

اغفال

غفلت اس سہو کو کہتے ہیں جو تحفظ اور احتیاط کی کمی کے نتیجہ کے طور پر طاری ہوتا ہے۔ جب اس پر اصرار جاری رہے تو یہ سہو حق سے مجرمانہ بے نیازی میں تبدیل ہو جاتا ہے جہاں احساسِ غفلت بھی باقی نہیں رہتا۔ اسی کو "اغفال" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (کہف - ع ۴)

اجاڑ اور ویران شے کو بھی "غفل" کہتے ہیں گویا کہ غافل کا دل حق سے "خالی" ہو جاتا ہے جیسے ایمان سے پہلے کیفیت تھی وہی عود کر آئی۔

المرض

معتدل صحت میں کمی کا نام "مرض" ہے روحانیات میں حق کا عرفان، اس سے صحیح تعلق اور ماسوا پر اس کو مقدم رکھنے کا نام "صحت" ہے۔

شک، عدم تعمیل، جحود اور انکار سے صحت ضائع ہو جاتی ہے۔ ریب اور شک منافقین کا مرض ہے، بدعملی اور نفسانی خواہشات کا ارتکاب عاصیوں کا مرض ہے۔ جب انسان ان کا خوگر ہو جاتا ہے تو یہ امراض بڑھتے ہیں۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (بقرہ ع ۲) میں اسی بات کا ذکر ہے۔ مرض یہ تیسرا درجہ ہے جس میں اصلاح کے امکانات تاریک ہو جاتے ہیں۔

تقلیب افئدۃ

نقلب افئدتهم وابصارهم (انعام ع ۱۳)

ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے۔

الٹے برتن میں کبھی کوئی چیز نہیں ٹھہرتی بلکہ داخل ہی نہیں ہوتی۔ یعنی بہتی گنگا کے کنارے ان کے لب خشک ہی رہیں گے۔ اس لیے نہیں کہ شیریں پانی نہیں بلکہ صرف اس لیے کہ کسب فیض کی اہلیت نہیں رکھتے۔ دراصل یہ بھی "ختم" مہر کی ایک قسم اور نوع ہے۔ کیوں کہ جو لوگ سننے اور سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں، وہاں کوئی کیا کرے گلہ کاہے کا اور شکوہ کس سے؟

الحول بین المرء وقلبہ

واعلموا ان الله یحول بین المرء وقلبه (انفال ع ۳)

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

بات یہ چل رہی تھی کہ اب ہم تمہیں بلا رہے ہیں، آ جاؤ! جب ہم راستہ روک کر کھڑے ہو جائیں گے تو پھر کسے جرأت کہ سر مو بھی کوئی آگے سرک سکے۔ وہ راستہ، بندے کا اس کے دل تک کا راستہ ہے جب کوئی ماسوائے اللہ کے لیے دل کی دنیا کا ٹریفک کھول دیتا ہے تو رب درمیان میں حائل ہو جاتا ہے جس کے بعد خود بندے کے لیے اپنے دل تک کی رسائی ناممکن بنا دی جاتی ہے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر بایں مسلمانی کہ دارم ! مرا از کعبہ مے راند حق اوست (ارمغان حجاز)

ازاغۃ قلوب

حق سے باطل کی طرف اور ہدایت سے ضلالت کی جانب مرعوبانہ جھکاؤ کا نام "ازاغت" ہے۔ جب کوئی اللہ کے بجائے غیر اللہ سے مرعوب ہوتا ہے اور پھر اس کے حضور جھکے رہتا ہے تو کچھ مدت کے بعد وہ اسی سمت کا ہو جاتا ہے اس لیے آپ نے ہر باطل تحریک، جکا چوند اور اس کے پجاریوں کا مشاہدہ کیا ہو گا کہ وہ جس قدر باطل پر ہوتے ہیں اتنے ہی اس پر پختہ بھی ہوتے ہیں۔ قرآن نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

جب وہ (خود غلط سمت کو) جھک گئے تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو اسی طرف جھکا دیا۔

خذلان

وقت پر ساتھ چھوڑ دینے کو خذلان کہتے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کسی سے توفیق سلب کر کے اس کو اپنے نفس و ہوئے کے حوالے کر دے۔ ظاہر ہے کہ یہ حد درجہ خسارے کا سودا ہے۔ کیونکہ جب انسان خدا کے بجائے دوسروں کی رہنمائی اور آسروں کی لڑہ میں پڑ جاتا ہے تو خدا کو غیرت آتی ہے۔ اس لیے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے تاکہ وہ اس کا انجام بھی دیکھ لے۔

وان یخذ لکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ (آل عمران- ع ۱۷)

اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے۔

میں اسی کا بیان ہے:

ارکاس

رکس کے معنے کسی چیز کو اس کے سر کے بل الٹا کر دینا یا اس کے اول سرے کو موڑ کر پچھلے سرے کے ساتھ ملا دینا ہے۔ یعنی فلاں گروہ جو بظاہر مسلمان بن رہا تھا واپس جا کر کافروں میں جا ملے۔

ع پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

گویا کہ یہ لوگ گو ہم میں تھے، پہ یوں تھے جیسے سیدھے برتنوں میں اوندھا اور الٹا لوٹا: اس لیے تا آخر خالی رہے اور رہیں گے۔ کیوں کہ ان کے دل سچی طلب اور جذبہ اخلاص سے بالکل محروم ہیں اس لیے ان سے خیر کی توقع کرنا عبث ہے۔

تثبیط: اس کے معنے روک دینے اور ہٹا دینے کے ہیں چونکہ وہ دل سے نکلنا نہیں چاہتے تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے ہم نے بھی انہیں رہنے دیا جسے خدا جامد رہنے دے اسے کون حرکت دے سکتا ہے۔ اس آیت میں ان کی اسی محرومی اور کیفیت کا ذکر ہے۔

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ (التوبہ - ع ۷)

لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا سو ان کو روک دیا۔

گویا کہ جو وہ چاہتے تھے، خدا نے اس کا اہتمام کر دیا۔

تزیین

عمدہ، آراستہ اور حسین کر دکھانا، تزیین ہے۔ کام بد ہو، پر انسان اسے کمال، خوبی اور جوہر لاجواب تصور کرنے لگتا ہے تو ظاہر ہے اس کے لیے اپنے کردار یا زندگی پر نظر ثانی کرنا یا اس کا احتساب کرنا ممکن نہیں رہتا۔ یہ سٹیج کسی کی آخرت، انجام اور مستقبل کو غارت کرنے کے لیے حد درجہ مہلک ثابت ہوتی ہے دراصل یہ کیفیت؛

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى (نساء - ع ۱۷)۔ جو (راستہ) اس نے اختیار کر لیا ہے اسی راستہ پر ہم بھی اس کو چلائے جائیں گے۔

کی ہو بہو تصویر ہے جسے انہوں نے "اچھا" سمجھا اسی میں ان کو مگن رہنے دیا۔

عدم تطہیر قلوب

دل سے کفر و شرک اور بدعملی کی گندگی دور کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے حکمت عملی تو بتا دی ہے لیکن دھونے کی زحمت انسان کو خود ہی کرنی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ یہ کام بھی خدا خود ہی کرے تو یہ بہت بڑی جسارت ہے۔ اس لیے فرمایا:

جو منافق ہیں جھوٹ کے دلدادہ، تحریف کتاب اللہ کے عادی، صرف مطلب اور گردکی بات سے واسطہ رکھنے والے ہیں،

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (پ المائدہ - ع ۶)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو پاک نہیں کیا۔

یہ عدم تطہیر دراصل ان کی بدعملی اور بدپرستی کا نتیجہ ہے اس کے معنے دلوں کو گندہ کرنا نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اگر وہ خود پاک نہیں کرتے تو پھر نہ سہی والی بات ہے۔

اماتۃ القلوب

دلوں کو مردہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ حق کی خواہش نہیں رکھتے۔ باطل سے نفرت اور حق و باطل میں امتیاز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے۔ اس لیے ایسے بیماروں کو قرآن نے موتیٰ کہا ہے:۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (سورہ نمل ع ۶) بے شک آپ مردوں کو باتیں نہیں سنا سکتے

گویا یہ بھی توفیقِ الٰہی سے بالکلیہ محروم ہیں جیسے ایک مردہ۔

ضیقِ صدر اور حرج

ضیق صرف تنگی کو کہتے ہیں، حرج شدید ضیق (تنگی) کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے بنو بجر کے ایک شخص سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو کنانہ کے ایک فرد سے پوچھا کہ، حرجہ کسے کہتے ہیں؟ گھنے جنگل والی وادی جس میں اتنی کثرت سے درخت ہوں کہ اس میں جانے کے لیے راہ نہ مل سکے نہ راعی کو نہ جنگلی جانور کو ــــــ اس پر حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:۔

كَذٰلِكَ قَلْبُ الْكَافِرِ (شفاء العلیل ص۱۰۲) کافر کے دل کی یہی کیفیت ہے۔

کہ اس میں خیر کا گزر ممکن نہیں رہتا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب وہ اللہ کا ذکر سنتا ہے اس کا دل گھٹنے لگتا ہے۔ اگر بتوں کی بات آجائے تو کشادہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کو کسی بدنصیب کی تنگیٔ صدر مطلوب ہوتی ہے تو اس کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ حق اس میں داخل نہیں ہو سکتا اس لیے وہاں لوٹ جاتا ہے۔ ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ کچھ لوگوں کے سامنے حق کی بات آجائے تو یوں دب جاتے ہیں جیسے ان پر پہاڑ آپڑا ہو۔ بہرحال حق کے سلسلے میں ضیقِ صدر کا مریض صدرجہ تنگ دل ہوتا ہے اس لیے کتاب و سنت سے کسبِ فیض کی کشش سے دور جا پڑتا ہے۔

امساکِ نور

یہی امساکِ نور بھی ہے کہ شرحِ صدر کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلام میں قدم رکھتے ہوئے ہزاروں تاریک اور ڈراؤنے خواب آنے لگتے ہیں کہ خدا جانے کیا ہے؟

الغرض: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کے مفہوم کے لیے قرآن حمید نے جو مختلف اسلوبِ بیان اختیار کیا ہے اوپر کی سطور میں اسی کا مختصر سا خاکہ پیش کر دیا گیا ہے جس سے ختم وغیرہ کی نوعیت محرکات، پس منظر، اسباب ودواعی کی تفصیل بھی آگئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

ہدایت اور نور کی جو مشعلیں حق تعالیٰ نے روشن کی ہیں جو لوگ اغراضِ سیئہ کی بنا پر ان کی روشنی سے بدکتے ہیں کتراتے اور بھاگتے ہیں، خدا بھی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور اپنی توفیق کی خصوصی عنایات بھی ان سے چھین لیتا ہے کہ یونہی تو یونہی سہی۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ــــــ اس کے یہ معنے نہیں کہ خدا ان کے سامنے سے دروازہ بند کر دیتا ہے کہ وہ اندر نہ داخل ہوں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جو دروازہ وہ خود اپنے سامنے سے بند کر دیتے ہیں، خدا تعالیٰ جبراً وہاں پر مصر نہیں کھولتا یا کھول کر زبردستی ان کو اپنی طرف گھسیٹنے کی کوشش نہیں فرماتا کیونکہ سودا اختیار کا ہے۔ ٹھونسنے کی بات نہیں ہے۔ (مسلسل)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ